رومال کے اوصاف میں قندیل کی روشنی

تنویر القندیل فی اوصاف المندیل

۱۳۲۴ھ

تصنیف لطیف:۔ اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ

تنویر القندیل فی اوصاف المندیل

۱۳۲۴ھ

(رومال کے اوصاف میں قندیل کی روشنی)

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۳ ف ۶ شعبان معظم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ بعد وضو منہ کپڑے سے پونچھنا نہیں چاہئے اس میں ثواب وضو کا جاتا رہتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ثقل میزاننا بالوضوء، وجعلنا غرا محجلین من اٰثار الوضوء، والصلوٰة

تمام تعریف اللہ کے لئے جس نے ہماری میزانِ عمل آبِ وضو سے گراں بار فرمائی، اور ہمیں آثارِ وضو سے تابندہ رو، روشن دست وپا والا بنایا۔ اور

ف: مسئلہ وضو کے بعد کپڑے سے اعضاء پونچھنے کا حکم۔

والسلام علٰی من کان مندیل سعدہ احسن والعز من کل حریر ماسخین بقبولہ عن وجوھنا و قلوبنا کل درن و وسخ للتنویر۔

جن کا رومالِ سعادت ہر ریشم سے زیادہ حسین و نفیس تھا ان پر ایسے درود و سلام جو ان کے قبول کے باعث ہمارے چہروں اور دلوں کو تابندگی بخشنے کے لئے ہر میل کچیل سے صاف کردیں۔ (ت)

اللہ تعالٰی ثواب عطا فرمائے، وضو کا ثواب جاتا رہنا محض غلط ہے۔ ہاں بہتر ہے کہ بے ضرورت نہ پونچھے، امراء و متکبرین کی طرح اُس کی عادت نہ ڈالے اور پونچھے تو بے ضرورت بالکل خشک نہ کرلے قدرے نم باقی رہنے دے کہ حدیث میں آیا ہے:

ان الوضوء یوزن۔ رواہ الترمذی[1] عن ابن شہاب الزھری من اوساط التابعین و علقہ عن سعید بن المسیب من اکابرھم و افضلھم۔

یہ پانی روزِ قیامت نیکیوں کے پلّے میں رکھا جائیگا (اسے ترمذی نے درمیانی طبقہ کے تابعی حضرت ابن شہاب زہری سے روایت کیا اور بزرگ طبقہ اور افضل درجہ کے تابعی حضرت سعید بن مسیّب سے تعلیقاً بیان کیا۔ (ت)

اقول ف۲ والمعلق عندنا فی الاستناد کالموصول وقد وصلہ ابوبکر بن ابی شیبۃ انہ قال اکرہ المندیل بعد الوضوء و قال ھو یوزن[2] و ما ف۳ لا یقال بالرأی فعلی

اقول (حدیثِ معلق بھی ہمارے نزدیک استناد میں موصول ہی کا حکم رکھتی ہے اور اسے تو ابوبکر بن ابی شیبہ نے ان الفاظ میں موصولاً بھی روایت کیا ہے۔ سرکار نے فرمایا: میں وضو کے بعد رومال کا استعمال پسند نہیں کرتا۔ اور فرمایا: وضو کا پانی وزن کیا جائے گا ___ اور

www.alahazratnetwork.org

ف۱: وضو کا پانی روزِ قیامت نیکیوں کے پلّے میں رکھا جائے گا۔

ف۲: المعلق عندنا کالموصول۔

ف۳: مالا یقال بالرأی یحمل علی الرفع اذا لم یکن صاحبہ اُخذ اعن الاسرائیلیات۔

---

[1] سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی المندیل بعد الوضوء حدیث ۵۴ دار الفکر بیروت ۱/ ۱۲۰

[2] المصنف لابن ابی شیبۃ // باب من کرہ المندیل حدیث ۱۵۹۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۳۹

الرفع محمول مالم یکن صاحبہ اُخذا عن الاسرائیلیات بل قد روی تمام فی فوائدہ وابن عساکر فی تاریخہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من توضأ فمسح بثوب نظیف فلاباس بہ ومن لم یفعل فھو افضل لان الوضوء یوزن یوم القیٰمۃ مع سائر الاعمال[1]۔

جو بات رائے سے نہ کہی جاسکتی ہو وہ اس پر محمول ہوتی ہے کہ سرکار سے مروی اور مرفوع ہے جب کہ راوی اسرائیلیات سے لے کر بیان کرنے والا نہ ہو — بلکہ تمام نے فوائد میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے (ت) یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جو وضو کرکے پاکیزہ کپڑے سے بدن پونچھ لے تو کچھ حرج نہیں اور جو ایسا نہ کرے تو یہ بہتر ہے اس لئے کہ قیامت کے دن آبِ وضو بھی سب اعمال کے ساتھ تولا جائے گا۔

اقول[144] وبہ انتفی الاستدلال بوزنہ علی کراھۃ مسحہ کما قال الترمذی فی جامعہ من کرہ انما کرھہ من قبل انہ قیل ان الوضوء یوزن[2] الخ فھذا الحدیث مع تصریحہ بالوزن نص علی نفی الکراھۃ وان ذلک انما ھو استحباب (ف۱) ومعلوم ان ترک المستحب لا یوجب

اقول آبِ وضو کے وزن کئے جانے سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ اسے پونچھنا مکروہ ہے جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں لکھا کہ اس کام کو جس نے مکروہ کہا ہے اسی وجہ سے مکروہ کہا ہے کہ فرمایا گیا ہے: یہ پانی روزِ قیامت نیکیوں کے پلے میں رکھا جائے گا۔ مذکورہ بالا حدیثِ ابوھریرہ سے یہ استدلال رد ہوجاتا ہے کیوں کہ اس میں وزن کئے جانے کی صراحت کے ساتھ کراہت کی نفی، اور اس کے صرف مستحب

ف۱: ترک المستحب لایوجب کراھۃ تنزیہ۔

---

[1] کنز العمال بحوالہ تمام وابن عساکر عن ابی ہریرۃ حدیث ۲۶۱۳۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۳۰۷

[2] سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی المندیل الخ حدیث ۵۴ دار الفکر بیروت ۱/ ۱۲۰

www.alahazratnetwork.org

كراهة التنزيه كما حققه في البحر والشامي وغيرهما۔

ہونے پر نص موجود ہے ــ اور یہ معلوم ہے کہ ترک مستحب، کراہت تنزیہ کا موجب نہیں۔ جیسا کہ محقق بحر اور علامہ شامی وغیرہما نے اس کی تحقیق فرمائی ہے۔ (ت)

اس کے سوا اس کی ممانعت یا کراہت کے بارے میں اصلاً کوئی حدیث نہیں بلکہ نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متعدد حدیثوں میں اس کا فعل مروی ہوا، جامع ترمذی میں ام المومنین عائشۃ الصدیقۃ بنت الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

قالت كان لرسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم خرقة ينشف بها بعد الوضوء[1]

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک رومال رکھتے کہ وضو کے بعد اس سے اعضائے منور صاف فرماتے۔

قلت[2] ونحوه للدارقطني في الافراد عن ابي بكر الصديق رضي الله تعالٰى عنه۔

قلت اسی طرح امام دارقطنی نے یہ حدیث افراد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

نیز جامع ترمذی میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

قال رأيت النبي صلى الله تعالٰى عليه وسلم اذا توضأ مسح وجهه بطرف ثوبه[3]

فرمایا: میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب وضو فرماتے اپنے آنچل سے روئے مبارک صاف کرتے۔

سنن ابن ماجہ میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

ان رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم توضأ فقلب جبة صوف كانت عليه فمسح بها وجهه[4]

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وضو فرماکر اونی کرتا کہ زیب بدن اقدس تھا اُلٹ کر اس سے چہرہ انور پونچھا۔

---

[1] سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی المندیل بعد الوضوء حدیث ۵۳ دارالفکر بیروت ۱/ ۱۱۹

[2] کنز العمال قط فی الافراد عن ابی بکر حدیث ۲۶۹۹۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۴۷۰

[3] سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی المندیل بعد الوضوء حدیث ۵۴ دارالفکر " ۱/ ۱۲۰

[4] سنن ابن ماجہ " " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۷

اقول یہ چاروں حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر تعددِ طُرق سے اُس کا انجبار ہوتا ہے معہذا حلیہ میں فرمایا کہ جب حدیث ضعیف بالاجماع فضائل میں مقبول ہے تو اباحت میں بدرجہ اولیٰ، علاوہ بریں یہاں ایک حدیث حسن قولی بھی موجود، امام ابوالحاسن محمد بن علی رحمہ اللہ تعالٰی کتاب الالمام فی آداب دخول الحمام میں روایت فرماتے ہیں: اخبرنا محمد بن اسمٰعیل انا ابو اسحٰق الاسموی اخبرتنا کریمۃ القرشیۃ انا ابوعلی بن المحبوبی انا ابوالقاسم المصیصی انا ابوعبدالرحمٰن بن عثمٰن انا ابراھیم بن محمد بن احمد بن ابی ثابت ثنا احمد بن بکیر ثنا یعلی ثنا سفین عن لیث عن زریق عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاباس بالمندیل بعد الوضوء[1] یعنی انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: وضو کے بعد رومال میں کچھ حرج نہیں۔

امام مذکور اس حدیث کو روایت کرکے فرماتے ہیں: ھذا الاسناد لاباس بہ[2] (اس سند میں کوئی حرج نہیں۔ت) حلیہ میں فرمایا:

وقول الترمذی لایصح عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ھذا الباب شیئ انتھی لاینفی وجود الحسن ونحوہ والمطلوب لایتوقف ثبوتہ علی الصحیح بل یثبت بہ کما یثبت بالحسن ایضاً[3]

امام ترمذی کا قول ہے: اس باب میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح نہ آئی اھ اس قول سے حدیث حسن وغیرہ موجود ہونے کی نفی نہیں ہوتی اور مطلوب کا ثبوت حدیث صحیح پر موقوف نہیں، بلکہ اسی کی طرح حدیث حسن سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے۔(ت)

www.alahazratnetwork.org

ف۱: حدیث ضعیف استحباب واباحت میں بالاجماع مقبول ہے۔

ف۲: قول المحدثین لایصح لاینفی الحسن۔

---

[1] الالمام بآداب دخول الحمام

[2]

[3] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

لاجرم محررالمذہب امام ربانی سیدنا امام محمد شیبانی قدس سرہ النورانی کتاب الآثار شریف میں فرماتے ہیں:

اخبرنا ابوحنیفة عن حماد عن ابرٰهیم فی الرجل یتوضأ فیمسح وجهه بالثوب قال لاباس به ثم قال ارأیت لواغتسل فی لیلة باردة ایقوم حتی یجف؟ قال محمد وبه ناخذ ولا نری بذٰلك باسًا وهو قول ابی حنیفة رضی اللّٰه تعالٰی عنه[1]

یعنی امام اجل ابراہیم نخعی سے اس باب میں استفتا ہُوا کہ آدمی وضو کرکے کپڑے سے منہ پونچھے۔ فرمایا: کچھ حرج نہیں۔ پھر فرمایا: بھلا دیکھ تو اگر ٹھنڈی رات میں نہائے تو کیا یوں ہی کھڑا رہے یہاں تک کہ بدن خشک ہوجائے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار فرماتے ہیں ہمارے نزدیک اس میں کچھ حرج نہیں اور یہی قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہے۔

اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ وضو وغسل دونوں کا اس باب میں ایک ہی حکم ہے بلکہ ف بسا اوقات غسل میں کپڑے سے بدن خصوصًا سر پونچھنے کی حاجت بہ نسبت وضو کے زائد ہوتی ہے اور اگر تجربہ صحیحہ یا خبر طبیب حاذق مسلم مستور سے معلوم ہو کہ نہ پونچھنا ضرر شدید کا باعث ہوگا جب تو صاف کرلینا واجب ہو جائیگا اگرچہ وضو میں اگرچہ بنہایت مبالغہ کرم کا نام نہ رہے۔ حلیہ میں ہے:

هذا کله اذا لم تکن حاجة الی التنشیف فان کان فالظاهر انه لاینبغی ان یختلف فی جوازہ من غیر کراهة بل فی استحبابه او وجوبه بحسب تلك الحاجة۔[2]

یہ سارا کلام اس صورت میں ہے جب پانی خشک کرنے کی ضرورت نہ ہو، اور اگر اس کی ضرورت ہے تو ظاہر یہ ہے کہ اس ضرورت کے حسبِ حال اس عمل کے بلاکراہت جواز، بلکہ استحباب، یا وجوب میں، کوئی اختلاف نہ ہونا چاہئے۔ (ت)

ف: مسئلہ غسل کے بعد اعضاء پونچھنے کا حکم۔

ف۲: اگر اعضاء نہ پونچھنے سے ضرر ثابت ہو تو پونچھنا واجب تک ہو سکتا ہے۔

[1] کتاب الآثار للامام محمد باب مسح بعد الوضوء بالمندیل ادارۃ القرآن کراچی ص ۸

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

www.alahazratnetwork.org

اور صحیحین کی حدیث ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

انہا اتت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بخرقۃ بعد الغسل فلم یردھا وجعل ینفض الماء بیدہ۔[1]

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہائے، یہ کپڑا جسم اقدس صاف کرنے کو حاضر لائیں، حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نہ لیا اور ہاتھ سے پانی پونچھ پونچھ کر جھاڑا۔

اس سے کراہت ثابت نہیں ہوتی لانہا واقعۃ عین لاعموم لہا (یہ ایک معین واقعہ ہے اس میں عموم نہیں ہے۔ ت) ممکن ہے کہ وہ کپڑا میلا تھا پسند نہ فرمایا ذکرہ الامام النووی فی شرح المھذب (امام نووی نے یہ وجہ شرح مہذب میں بیان فرمائی۔ ت)

اقول وفیہ بعد ان تکون ام المؤمنین اختارت لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مثل ھذا مع علمہا بکمال نزاھتہ ونظافتہ ولطافتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا ان یقال ظنت الحاجۃ لبرد ونحوہ ولم تجد الا ما اتت بہ۔

اقول اس توجیہ پر یہ اعتراض ہے کہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی انتہائی پاکیزگی، صفائی اور لطافت معلوم تھی اس لئے یہ بعید ہے کہ انھوں نے سرکار اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے ایسا کپڑا پسند کیا ہو، مگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ انھوں نے ٹھنڈک وغیرہ کی وجہ سے یہ سمجھا کہ رومال کی ضرورت ہے اور جو حاضر لائیں اس کے علاوہ دوسرا انھیں دستیاب نہ ہوا۔ (ت)

ممکن ہے کہ نماز کی جلدی تھی اس لئے نہ لیا، ذکرہ ایضا (اسے بھی امام نووی ہی نے ذکر کیا۔ ت)

اقول ولا یرد علیہ انہ

اقول اس پر یہ اعتراض نہیں

ف۱: حکایۃ وقائع الحال لاتدل علی العموم۔

ف۲: تطفل علی الامام النووی۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب الغسل باب من افرغ بیمینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۰ و ۴۱
صحیح مسلم کتاب الحیض باب صفۃ غسل الجنابۃ " " " ۱/ ۱۴۷

لایظہر الفرق بین التنشف بالثوب والنفض بالید فی الاستعجال لان لفظ البخاری فناولتہ ثوبا فلم یاخذہ فانطلق وھو ینفض یدیہ[1] اھ فلعلہ لاجل الاستعجال لم یقم لیتنشف بالثوب ولم یرد استصحابہ بخلاف النفض بالید فکان یحصل ماشیا کما فعل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ہوسکتا کہ جلدی کے معاملہ میں کپڑے سے سکھانے اور ہاتھ سے جھاڑنے کے درمیان کوئی فرق ظاہر نہیں۔ (عدمِ اعتراض) اس لئے کہ بخاری کے الفاظ یہ ہیں، اُم المومنین نے حضور کو کپڑا پیش کیا تو نہ لیا اور ہاتھوں سے پانی جھاڑتے ہوئے چلے گئے اھ۔ تو ہوسکتا ہے کہ جلدی کی وجہ سے کپڑے سے سکھانے کے لئے ٹھہرے نہ ہوں اور کپڑا ساتھ لے جانا بھی نہ چاہا ہو اور ہاتھ سے پانی جھاڑنے کا کام تو چلتے ہوئے بھی ہوجاتا ہے، جیسا کہ حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے یہی کیا۔ (ت)

ممکن ہے کہ اپنے رب عزوجل کے حضور تواضع کے لئے ایسا کیا ذکرہ ایضًا (اسے بھی امام نووی نے ذکر کیا۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

اقول [ا] یعنی رومالوں سے بدن صاف کرنا اربابِ تنعم کی عادت ہے اور ہاتھ سے پانی پونچھ ڈالنا مساکین کا طریقہ، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تواضعًا طریقہ مساکین پر اکتفا فرمایا، ممکن ہے کہ وقت گرم تھا اس وقت بقائے تری ہی مطلوب تھی ذکرہ القاری فی المرقاۃ[2] (اسے علامہ علی قاری نے مرقاۃ میں ذکر کیا۔ ت) بلکہ اُم المومنین کا کپڑا پیش کرنا ظاہرًا اسی طرف ناظر کہ ایسا ہوتا تھا مگر اس وقت کسی وجہ خاص سے قبول نہ فرمایا؛

قالہ ابن التین نقلہ فی ارشاد الساری ولفظہ ما اتی بالمندیل الا انہ کان یتنشف بہ وردہ لنحو وسخ کان فیہ[3] اھ۔

اسے ابن التین نے کہا، ان سے ارشاد الساری میں نقل ہوا، الفاظ یہ ہیں: رومال اسی لئے حاضر کیا گیا کہ حضور رومال سے پانی خشک کیا کرتے تھے، اور سرکار کا نہ قبول فرمانا اس وجہ سے تھا کہ اس میں کچھ میل وغیرہ تھا اھ۔ (ت)

---

[1] صحیح البخاری کتاب الغسل باب نفض الیدین من غسل الجنابۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۱

[2] مرقاۃ المفاتیح کتاب الطہارۃ باب الغسل تحت الحدیث ۴۳۶ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۲/۱۴۰

[3] ارشاد الساری کتاب الغسل باب المضمضۃ الخ تحت الحدیث ۲۵۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۹۷

21

اقول [52] ویتوقف علی اثبات ان ھذا لم یکن اول غسلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عندھا وانی لہ ذٰلک۔

اقول اس توجیہ کی تمامیت یہ ثابت کرنے پر موقوف ہے کہ ان کے یہاں یہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا پہلا غسل نہ تھا، اور یہ کہاں سے ثابت ہو پائے گا۔ (ت)

بالجملہ اس قدر میں شک نہیں کہ ترک احیاناً دلیل کراہت نہیں ہوسکتا بلکہ وہ تمہ دلیل سنیت ہوتا ہے، اور احسن تاویلات حدیث وہ ہے جو امام اجل ابرہیم نخعی استاذ الاستاذ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما نے افادہ فرمائی کہ سلف کرام کپڑے سے پونچھنے میں حرج نہ جانتے مگر اس کی عادت ڈالنا پسند نہ فرماتے کہ وہ باب ترفہ وتنعم سے ہے۔ سنن ابی داؤد میں حدیث میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے آخر میں ہے:

فذکرت ذٰلک لابرھیم فقال کانوا لایرون بالمندیل بأسا ولکن کانوا یکرھون العادۃ [1] ولفظ الطبری قال الاعمش فذکرت ذٰلک لابرھیم فقال انما کانوا یکرھون المندیل بعد الوضوء مخافۃ العادۃ۔ [2]

حضرت ابراہیم سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: وہ حضرات رومال سے پونچھنے میں حرج نہ جانتے تھے مگر اس کی عادت ڈالنا پسند نہ فرماتے تھے، طبری کے الفاظ یہ ہیں: امام اعمش نے کہا، پھر میں نے حضرت ابراہیم سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا: وہ حضرات وضو کے بعد رومال استعمال کرنے کو ناپسند فرماتے تھے کہ کہیں عادت نہ پڑجائے۔ (ت)

پھر نفس حدیث میں دلیل جواز موجود کہ ہاتھ سے پانی صاف فرمایا اور صاف کرنے میں جیسا کپڑا ویسا ہاتھ،

ذکرہ الامام النووی فی شرح المھذب واوردہ فی شرح مسلم عن بعض العلماء

اسے امام نووی نے شرح مہذب میں ذکر کیا۔ اور شرح مسلم میں بعض علماء سے نقل کیا اور برقرار رکھا

ف: تطفل [29] علی الامام القسطلانی وابن التین۔

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الغسل من الجنابۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۳

[2] المواہب اللدنیۃ المقصد التاسع النوع الاول الفصل السادس المکتب الاسلامی بیروت ۴/۵۴

www.alahazratnetwork.org

21
21

مقرا علیہ لکن نقل العلامۃ علی القاری فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ عن بعض علمائنا ان معنی قولہا رضی اللہ تعالٰی عنہا فانطلق وھو ینفض یدیہ ای یحرکہما کما ھو عادۃ (عہ) من لہ رجولیۃ قال وقیل ینفضہما لازالۃ الماء المستعمل وھو منہی عنہ فی الوضوء والغسل لما فیہ من اماطۃ اثر العبادۃ، مع ان الماء مادام علی العضو لایسمی مستعملا فالاول اولی[1] اھ — ثم نقل عن القاضی الامام عیاض ان من فوائد الحدیث جواز النفض والاولی ترکہ لقولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام "اذا توضأتم فلا تنفضوا ایدیکم" ومنہم من حمل النفض علی تحریک الیدین فی المشی

لیکن مُلا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہمارے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ارشاد مذکور "سرکار ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے چلے گئے" کا معنی یہ ہے کہ مردانگی والوں کے طور پر ہاتھوں کو ہلاتے ہوئے گئے۔ آگے لکھا: اور کہا گیا کہ معنی یہ ہے کہ آبِ مستعمل بدن سے دُور کرنے کیلئے ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے گئے اور اس کام سے وضو وغسل دونوں میں ممانعت آئی ہے کیونکہ اس میں عبادت کا اثر اپنے بدن سے دُور کرنا ہے باوجودیکہ پانی جب تک بدن سے لگا ہوا ہے مستعمل نہیں کہلاتا۔ تو پہلا معنی اولٰی ہے — پھر امام قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ: اس حدیث سے جو فوائد ملتے ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ ہاتھ سے پانی پونچھ کر جھاڑنا اولٰی ہے اور بہتر اس کا ترک ہے کیونکہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا ارشاد ہے: جب تم وضو کرو تم اپنے ہاتھ نہ جھاڑو۔ اور کسی نے جھاڑنے کا مطلب یہ بتایا ہے: چلنے میں ہاتھوں کو حرکت

عہ اقول[۵۳] الاولی ان یقول کتعبیر غیرہ کما ھو عادۃ الاقویاء ۱۲ منہ

عہ اقول بہتر یوں کہنا ہے کہ "طاقتوروں کے طور پر" جیسے بعض دوسرے حضرات کی تعبیر ہے ۱۲ منہ (ت)

ف: مسئلہ وضو یا غسل میں پانی سے ہاتھ نہ جھٹکنا بہتر ہے مگر منع نہیں، اور اس بارے میں جو حدیث آئی کہ "وہ شیطان کا پنکھا ہے" ضعیف ہے۔

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب الطہارۃ باب الغسل تحت الحدیث ۴۳۶ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۱۴۰

www.alahazratnetwork.org

وھو تاویل بعید[1] اھ ثم قال اعنی القاری قلت وان کان التاویل بعیدا فالحمل علیہ جمعا بین الحدیثین اولی من الحمل علی ترک الاولی[2] اھ۔

اقول[ف] اولا قد اعترفتم ببعد التاویل وھو کذلک ولم یثبت فی النھی عن النفض حدیث صحیح قال الامام النووی فی المنھاج تحت الحدیث المذکور "فیہ دلیل علی ان نفض الید بعد الوضوء والغسل لاباس بہ، وقد اختلف اصحابنا فیہ علی اوجہ، اشھرھا ان المستحب ترکہ ولا یقال انہ مکروہ، والثانی انہ مکروہ، والثالث انہ مباح یستوی فعلہ وترکہ وھذا ھو الاظھر المختار فقد جاء ھذا الحدیث الصحیح فی الاباحۃ ولم یثبت فی النھی شیئ اصلا[3] اھ والحدیث

دینا" ۔۔ اور یہ تاویل بعید ہے اھ۔ اس پر علامہ قاری لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں اگرچہ یہ تاویل بعید ہو مگر دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق دینے کے لئے اس معنی پر محمول کرنا ترکِ اولٰے پر محمول کرنے سے بہتر ہے اھ۔

اقول اولاً آپ کو اعتراف ہے کہ یہ تاویل، بعید ہے ۔۔ اور واقعۃً وہ ایسی ہی ہے ۔۔ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر جھاڑنے سے ممانعت کے بارے میں کوئی حدیث صحیح، ثابت نہیں ۔۔ امام نووی منہاج (شرح مسلم) میں حدیث مذکور کے تحت فرماتے ہیں: اس میں دلیل موجود ہے کہ وضو اور غسل کے بعد ہاتھ سے پانی جھاڑنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اس بارے میں ہمارے علما کے مختلف اقوال ہیں ۔۔ سب سے مشہور یہ ہے کہ مستحب اس کا ترک ہے اور اسے مکروہ نہ کہا جائے گا ۔۔ دوسرا یہ کہ مکروہ ہے ۔۔ تیسرا یہ کہ مباح ہے، کرنا نہ کرنا یکساں اور برابر ہے۔ یہی اظہر اور مختار ہے کیونکہ اباحت کے بارے میں یہ صحیح حدیث موجود ہے اور نہی کے بارے میں سرے سے کچھ ثابت ہی نہیں اھ ۔۔ اور جو حدیث ذکر ہوئی

www.alahazratnetwork.org

ف: تطفل[3] علی العلامۃ القاری۔

---

[1] و [2] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الطہارۃ باب الغسل تحت حدیث ۴۳۶ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۲/۱۴۰

[3] شرح صحیح مسلم کتاب الحیض باب صفۃ غسل الجنابۃ تحت الحدیث ۱۰۷ دار الفکر بیروت ۲/۶۸۔۱۳۶۷

المذکور رواہ ابویعلی فی مسندہ و ابن عدی فی الکامل من طریق البختری بن عبید عن ابیہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اشربوا اعینکم من الماء عند الوضوء ولا تنفضوا ایدیکم فانھا مراوح الشیطان[1]، و نحوہ عند الدیلمی فی مسند الفردوس واخرجہ ایضا ابن حبان فی الضعفاء وابن ابی حاتم فی العلل والبختری (ف) ضعیف متروک کما فی التقریب[2]، وقال المناوی فی شرحہ الکبیر للجامع الصغیر المسمی بفیض القدیر ان البختری ضعفہ ابوحاتم وترکہ غیرہ، وقال ابن عدی روی عن ابیہ قدر عشرین حدیثا عامتھا مناکیر ھذا منھا اھ ومن ثم قال العراقی سندہ ضعیف وقال النووی کابن الصلاح لم نجد لہ اصلا اھ[3]

اسے ابویعلٰی نے اپنی مسند میں، اور ابن عدی نے کامل میں بطریق بختری بن عبید عن ابیہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ سرکار نے فرمایا: اپنی آنکھوں کو بھی وضو کے وقت کچھ پانی پلاؤ، اور اپنے ہاتھوں کو نہ جھاڑو کیوں کہ اس طرح وہ شیطان کے پنکھے ہیں۔ اسی کے ہم معنٰی مسند الفردوس میں دیلمی نے روایت کی۔ اور ابن حبان نے بھی کتاب الضعفاء میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں اس کی تخریج کی۔ اور بختری ضعیف، متروک ہے جیسا کہ تقریب التہذیب میں ہے ۔ علامہ مناوی نے جامع صغیر کی شرح کبیر فیض القدیر میں لکھا ہے کہ: بختری کو ابوحاتم نے ضعیف کہا ـ اور دوسرے حضرات نے اسے ترک کردیا ـ ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس نے اپنے والد سے بیس حدیثیں روایت کی ہیں جن میں زیادہ تر منکر ہیں یہ بھی انھی میں سے ہے ـ یہی وجہ ہے کہ عراقی نے فرمایا: اس کی سند ضعیف ہے اور ابن الصلاح کی طرح امام نووی نے فرمایا: ہمیں اس کی کوئی اصل نہ ملی اھ۔

www.alahazratnetwork.org

ف: تضعیف البختری بن عبید۔

[1] کنز العمال بحوالہ ع وعد عن ابی ہریرۃ حدیث ۲۶۲۵۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۳۲۶
الجامع الصغیر " " " " " " " ۱۰۶۴ دار الکتب العلمیۃ " ۱/۷۰

[2] تقریب التہذیب ترجمہ البختری بن عبید ۶۴۲ " " " " " " ۱/۱۲۲

[3] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث ۱۰۶۴ " " " " " ۱/۶۶۸

قلت ۵۵ و بعض اصحابنا و ان عدوا عدم النفض من اٰداب الوضوء کما فی الدر وغیرہ فلا غرو فان امثال الحدیث فی امثال المقام تقوم بافادۃ الادبیۃ اما ان ینتھض معارضا لحدیث صحیح فکلا۔

قلت ہمارے بعض علمائے پانی نہ جھاڑنے کو اگرچہ آدابِ وضو سے شمار کیا ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ایسی حدیث ایسی جگہ اتنی صلاحیت رکھتی ہے کہ کسی چیز کے ایک ادب اور مستحب ہونے کا افادہ کردے۔ رہا یہ کہ کسی حدیث صحیح کے معارض ہوجائے تو ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

وثانیا ۵۶ ترک الاولی ۱ لافادۃ الجواز ۲ واقع عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بحیث تجاوز حد الاحصاء وذلك ھو الاولی منہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکونہ من مشارع تبلیغ الشرائع والبیان بالفعل اقوی کما شھد بہ حدیث ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا فی واقعۃ الحدیبیۃ۔

ثانیا کسی چیز کا جواز بتانے کے لئے حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ترکِ اولٰی بے شمار مقامات میں واقع ہے اور یہ عمل (ترکِ اولٰی افادہ جواز کے لئے) حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہونا اولٰی ہے اس لئے کہ سرکار قوانین واحکام کی تبلیغ کا مصدر ومنبع ہیں۔ اور فعل کے ذریعہ بیان زیادہ قوی ہوتا ہے جیسا کہ اس پر واقعہ حدیبیہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث شاہد ہے۔

وثالثا ۵۷ لفظ الحدیث ۳ عند مسلم والنسائی فی طریق اخری عن مخرج الحدیث الاعمش اعنی بطریق عبد اللہ بن ادریس عن الاعمش عن سالم ھو ابن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس عن میمونۃ رضی اللہ

ثالثا کچھ اور طرق سے جو الفاظِ حدیث وارد ہیں وہ بالکل فیصلہ کن ہیں) امام مسلم و امام نسائی کے یہاں مخرج حدیث حضرت اعمش سے ایک طریق اور ہے وہ یوں ہے: عبداللہ بن ادریس ___ عن الاعمش ___ عن سالم ___ یہ ابن ابی الجعد ہیں ___ عن کریب ___ عن ابن عباس ___ عن

---

۱ : تطفل ۳۱ اٰخر علی القاری

۲ : ترك الاولی احیانا لبیان الجواز ھو الاولی من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

۳ : تطفل ۳۲ ثالث علی علی القاری۔

www.alahazratnetwork.org

تعالٰی عنهم ان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم اُتی بمندیل فلم یمسّه وجعل یقول بالماء هٰکذا یعنی ینفضه[1] اھ ولفظ ابی داؤد بطریق عبد الله بن داؤد عن الاعمش فناولته المندیل فلم یأخذه وجعل ینفض الماء عن جسده[2]۔

فهٰذه نصوص مفسّرة لاتدع لتاویل ذٰلک البعض مساغا و لامجالا فضلا عن ان یکون هو الاولٰی، وانا اتعجب من[ف1] القاضی الامام کیف یقتصر علی تبعیده وکذا الشیخ المحقق[ف2] حیث نقل هذا التاویل فی لمعات التنقیح[3] شرح مشکٰوة المصابیح عن بعض الشروح واقرّه[ف3] وقال فی اشعة اللمعات

میمونہ — رضی اللہ تعالٰی عنہم — اس طریق عبد اللہ بن ادریس میں الفاظ حدیث یہ ہیں: نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس رومال حاضر کیا گیا تو اسے ہاتھ نہ لگایا اور پانی کو یوں کرنے لگے یعنی جھاڑنے لگے اھ — اور بطریق عبد اللہ بن داؤد عن الاعمش، سُنن ابی داؤد میں یہ الفاظ ہیں: ام المؤمنین نے سرکار کو رومال پیش کیا تو نہ لیا اور بدن مبارک سے پانی جھاڑنے لگے۔

یہ ایسے مفسّر نصوص ہیں کہ اس تاویل (جھاڑنا یعنی چلنے میں ہاتھ ہلانا) کی کوئی گنجائش اور جگہ ہی نہیں رہ جاتی، اس تاویل کا اولٰی ہونا تو بہت دُور کی بات ہے — اور مجھے تو یہ تعجب ہے کہ امام قاضی عیاض نے اسے صرف بعید کہنے پر اکتفا کیوں کی؟ اور اسی طرح شیخ محقق پر بھی تعجب ہے کہ انھوں نے لمعات التنقیح شرح مشکوٰة المصابیح میں یہ تاویل بعض شروح کے حوالے سے نقل کی اور برقرار رکھی، اور اشعة اللمعات

ف۱: تطفّل علی الامام القاضی عیاض۔

ف۲: تطفّل علی الشیخ المحقق عبد الحق الدهلوی۔

ف۳: تطفّل اٰخر علیه۔

۱؎ صحیح مسلم کتاب الحیض باب صفة غسل الجنابة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۴۷

۲؎ سنن ابی داؤد کتاب الطهارة باب فی الغسل من الجنابة آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۲و۳۳

۳؎ لمعات التنقیح باب الغسل تحت الحدیث ۴۳۶ مکتبة المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۰۹

www.alahazratnetwork.org

ایں معنی بعیدست ازمقام اھ۔ لم لا یقولون باطل ما لہ من مساغ۔ ھذا۔

ثم ان من الناس من یقول بکراھۃ المندیل بعد الوضوء دون الغسل، قال فی الحلیۃ روی عن ابن عباس[2] اھ قلت[ف۵] رواہ عبد الرزاق فی مصنفہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما انہ کرہ ان یمسح بالمندیل من الوضوء ولم یکرھہ اذا اغتسل من الجنابۃ[3] اھ وحاول الامام ابن امیر الحاج فی الحلیۃ توجیھہ بان کراھتہ فی الوضوء لما ذکرنا عن الزھری قال ولم ینقل فی الغسل انہ یوزن[4] اھ۔

اقول[ف۹] تقاعد کونہ یوزن

میں فرمایا، یہ معنی اس مقام سے بعید ہے اھ۔ یہ کیوں نہیں فرماتے کہ باطل ہے اس کی کوئی گنجائش ہی نہیں ــــ یہ بحث تمام ہوئی۔

اب یہ ہے کہ بعض حضرات اس کے قائل ہیں کہ وضو کے بعد رومال استعمال کرنا مکروہ ہے، غسل کے بعد نہیں ــــ حلیہ میں ہے کہ یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے اھ۔ قلت اسے عبدالرزاق نے اپنی مصنّف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے وضو کے بعد رومال سے پانی پونچھنے کو ناپسند کیا اور غسلِ جنابت کی صورت میں مکروہ نہ رکھا اھ امام ابن امیر الحاج نے حلیہ میں اس کی یہ توجیہ فرمانے کی کوشش کی ہے کہ وضو میں ان کی کراہت کی وجہ وہ حدیث ہے جو ہم نے امام زہری سے نقل کی (کہ یہ پانی روزِ قیامت وزن ہوگا) اور غسل کے بارے میں یہ منقول نہیں کہ اس کا پانی بھی وزن کیا جائے گا اھ۔

اقول ہم بتا چکے کہ اس پانی کے وزن

ف: تطفّل[۳۶] علی الحلیۃ۔

---

[1] اشعۃ اللمعات کتاب الطہارۃ باب الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۳۲

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[3] المصنف لعبدالرزاق کتاب الطہارۃ باب بالمندیل حدیث ۷۰۹ المکتبۃ الاسلامی بیروت ۱/۱۸۲

[4] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

ايراث كراهة المسح قد قدمناه و [ف۱] ان سلم فالنقل في الوضوء نقل [ف۲] في الغسل بالقياس الجلي، بل بدلالة النص فان الغسل حسنة كالوضوء فان كان يوزن ماء الوضوء فكذا ماؤه بل هو اولى لانها طهارة كبرى و ماؤه اكثر و اوفى، وانما الامر عندي والله تعالى اعلم ان حبر الامة رضي الله تعالى عنه رأى في منعه في الغسل حرجا كما اسلفنا۔

کے جانے کی فضیلت اسے پونچھنے میں کراہت لانے سے قاصر ہے ۔۔۔ اور اگر اسے مان ہی لیں تو (وہی حکم غسل میں بھی ہونا چاہئے اگرچہ خاص لفظ غسل کے ساتھ حدیث وارد نہیں ہے کیوں کہ ۱۲م) وضو میں منقول ہونا قیاس جلی، بلکہ دلالۃ النص کی رُو سے غسل میں بھی منقول ہونا ہے اس لئے کہ وضو کی طرح غسل بھی ایک نیکی ہے تو اگر وضو کا پانی تولا جائے گا تو غسل کا پانی بھی ایسا ہی ہوگا بلکہ وہ بدرجۂ اولیٰ ہوگا اس لئے کہ وہ طہارتِ کبریٰ ہے اور اس کا پانی زیادہ وافر بھی ہوتا ہے ۔۔۔ میرے نزدیک اس کی وجہ ۔۔۔ واللہ تعالٰی اعلم ۔۔۔ یہی ہے کہ حبرِ امت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے غسل کے اندر اس سے ممانعت میں حرج دیکھا جیسا کہ پہلے ہم بیان کرآئے ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

بالجملہ تحقیقِ مسئلہ وہی ہے کہ کراہت اصلاً نہیں، ہاں حاجت نہ ہو تو عادت نہ ڈالے اور پُونچھے بھی تو حتی الوسع نم باقی رکھنا افضل ہے ۔ فتاوٰی امام قاضی خان میں ہے :

لاباس به للمتوضئ و المغتسل ان يتمسح بالمنديل روي عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انه كان يفعل ذلك ومنهم من كره ذلك ومنهم من كره للمتوضئ دون

وضو و غسل کرنے والے کے لئے رومال سے بدن پونچھنے میں حرج نہیں، رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ وہ ایسا کرتے تھے۔ بعض نے اسے مکروہ کہا ہے، اور بعض نے وضو کرنے والے کے لئے مکروہ کہا ہے غسل والے

ف۱ : تطفل[۳۷] اُخر علیہا۔

ف۲ : غسل کا پانی بھی نیکیوں کے پلّے میں رکھا جانا ظاہر ہے۔

المغتسل والصحیح ماقلناہ الا انہ ینبغی ان لایبالغ ولایستقصی فیبقی اثر الوضوء علی اعضائہ[1]

کے لئے نہیں اور صحیح وہی ہے جو ہم نے کہا مگر چاہئے کہ اس میں مبالغہ نہ کرے اور پانی بالکل خشک نہ کردے اعضاء پر کچھ اثر باقی رہنے دے۔ (ت)

حلیہ میں ہے:

وکذا وقع ذکر التنشیف بلفظ لاباس فی خزانۃ الاکمل وغیرھا وعزاہ فی الخلاصۃ الی الاصل بھذا اللفظ ایضا[2] اھ۔

اسی طرح خزانۃ الاکمل وغیرہ میں پانی سکھانے کا ذکر "لاباس" (حرج نہیں) کے لفظ کے ساتھ آیا ہے اور ان ہی الفاظ کے ساتھ خلاصہ میں اسے اصل (مبسوط) کے حوالہ سے بیان کیا ہے (ت)

ف یہاں سے ظاہر ہوا کہ وہ جو درمختار میں واقع ہوا کہ وضو کے بعد رومال سے اعضا پونچھنا مستحب ہے،

حیث قال من الاداب التمسح بمندیل وعدم نفض یدہ[3] اھ۔

اس کے الفاظ یہ ہیں: آدابِ وضو میں یہ بھی ہے کہ رومال سے پانی پونچھ لے اور ہاتھ سے نہ جھاڑے اھ۔ (ت)

اور منیہ میں واقع ہوا کہ غسل کے بعد مستحب ہے حیث قال ویستحب ان یمسح بمندیل بعد الغسل[4] اھ (اس کے الفاظ یہ ہیں: مستحب ہے کہ غسل کے بعد کسی رومال سے بدن پونچھ لے اھ۔ ت)

دونوں سہوِ قلم ہیں،

لااعلم لھما سلفا فی ذٰلک فی المذھب فان الخلاف کما علمت فی الکراھۃ فضلا عن الاستحباب۔

مجھے اس بارے میں علمائے مذہب میں سے کوئی بھی ان دونوں حضرات کا پیش رَو معلوم نہیں اس لئے کہ اس میں اختلاف ہے کہ مکروہ ہے یا نہیں، مستحب کہاں سے ہوگا (ت)

ف: تنبیہ علی ما فی المنیۃ والدر المختار۔

---

[1] ردالمحتار بحوالہ الخانیۃ کتاب الطہارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۸۹
[2] " " الحلیۃ " " " "
[3] الدرالمختار " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۴
[4] منیۃ المصلی کتاب الطہارۃ فرائض الغسل وسُننہا مکتبہ قادریہ لاہور ص ۴۰

ولہذا ردالمحتار میں قولِ دُر پر فرمایا:

ذکرہ صاحب المنیۃ فی الغسل و قال فی الحلیۃ ولم ار من ذکرہ غیرہ وانما وقع الخلاف فی الکراھۃ[1] الخ فاشار الی ان نقلہ الی الوضوء تفرد علی تفرد۔

اسے صاحبِ مُنیہ نے غسل کے بیان میں ذکر کیا اور حلیہ میں اس پر لکھا کہ صاحبِ مُنیہ کے سوا کسی اور کے یہاں میں نے اس کا ذکر نہ دیکھا بلکہ یہاں تو کراہت میں اختلاف ہے الخ۔ اس سے علامہ شامی نے اشارہ کیا کہ اس استحباب کو غسل سے نکال کر وضو میں لانا صاحبِ درمختار کا تفرد پر تفرد ہے(ت)

ہاں علامہ طحطاوی نے قولِ دُر کو بعد استنجا آبِ استنجا رومال سے پُونچھنے پر حمل کیا اور وہ محمل حسن ہے متعدد کتب میں اس کا استحباب مصرح ہے،

قال ط قولہ والتمسح ای مسح موضع الاستنجاء بخرقۃ کذا فی فتح القدیر[2] اھ۔

سید طحطاوی نے کہا: قولہ والتمسح یعنی مقام استنجاء کو کسی کپڑے سے پونچھ لینا، ایسا ہی فتح القدیر میں ہے اھ (ت)

www.alahazratnetwork.org

مُنیہ کے آداب الوضو میں ہے:

وان یمسح موضع الاستنجاء بالخرقۃ بعد الغسل قبل ان یقوم فان لم یکن معہ خرقۃ یجففہ بیدہ[3]۔

مقام استنجا کو دھونے کے بعد کھڑے ہونے سے پہلے کپڑے سے پونچھ لے ـــــ اور پاس میں کوئی کپڑا نہ ہو تو ہاتھ سے خشک کرلے۔(ت)

حلیہ میں ہے:

یعنی الیسری مرۃ بعد اخری حتی لایبقی البلل علی ذلک المحل ومنھم

یعنی بائیں ہاتھ سے بار بار پُونچھ لے کہ اس جگہ تری نہ رہ جائے۔ اور بعض نے استنقا (صفائی)

ف: مسئلہ پانی سے استنجے کے بعد کپڑے سے خوب صاف کرلینا مستحب ہے کپڑا نہ ہو تو بار بار بائیں ہاتھ سے یہاں تک کہ خشک ہوجائے۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلب فی التمسح بمندیل داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۸۹

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۱/ ۷۶

[3] منیۃ المصلی کتاب الطہارۃ باب مستحبات الوضوء مکتبہ قادریہ لاہور ص ۲۷

من فسر الاستنقاء بهذا[1] کی یہی تفسیر کی ہے۔ (ت)

غنیہ میں ہے:

لیزول اثر الماء المستعمل بالکلیۃ[2] الخ ثم قال ط وفی الهندیة ولا یمسح سائر اعضائه بالخرقة التی یمسح بها موضع الاستنجاء فلا ینافی انه یمسح بغیرها[3] اھ ونحوہ فی رد المحتار اقول نعم وکرامة ولکن لایقتضی ایضا استحباب مسح غیرہ بغیرها کما لایخفی فلا یفید کلام الشارح رحمه الله تعالٰی۔

تاکہ ماءِ مستعمل کا اثر بالکل ختم ہوجائے الخ ــــ آگے سید طحطاوی نے فرمایا: اور ہندیہ میں ہے کہ جس کپڑے سے مقامِ استنجا کو پونچھے اس سے دیگر اعضائے بدن کو نہ پونچھے تو یہ دوسرے کپڑے سے پونچھ لینے کے منافی نہیں اھ ــــ اور اسی کے ہم معنی رد المحتار میں بھی ہے، اقول ہاں منافی نہیں اور دیگر اعضا کی عزت کا لحاظ بھی ہے لیکن اس کا تقاضا یہ بھی نہیں کہ باقی بدن کو دوسرے کپڑے سے پونچھ لینا مستحب ہے۔ جیسا کہ واضح ہے۔ تو یہ کلامِ شارح رحمہ اللہ تعالٰی کے لئے مفید بھی نہیں۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

تنبیہ: علماء میں مشہور ہے کہ اپنے دامن آنچل سے بدن نہ پونچھنا چاہئے اور اسے بعض سلف سے نقل کرتے ہیں اور رد المحتار میں فرمایا: دامن سے ہاتھ منہ پونچھنا بھُول پیدا کرتا ہے۔ لمعات باب الغسل میں ہے:

الاولی ان لاینشف بذیله وطرف

اولٰی یہ ہے کہ اپنے دامن یا لباس کے کنارے

ف۱: مسئلہ جس کپڑے سے استنجے کا پانی خشک کرے اس سے باقی اعضا کو نہ پونچھے۔

ف۲: معروضة علی العلامتین ط و ش۔

ف۳: مسئلہ اپنے دامن یا آنچل سے بدن پونچھنا شرعًا منع نہیں مگر دامن سے ہاتھ منہ پونچھنے سے اہلِ تجربہ منع فرماتے ہیں کہ اس سے بھول پیدا ہوتی ہے۔

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] غنیۃ المستملی کتاب الطہارۃ آداب الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۱

[3] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/ ۷۶

ثوبہ و نحوھما وحکی ذلک عن بعض السلف۔[1]

یا اور کسی حصے سے خشک نہ کرے' اور یہ بعض سلف سے بطورِ حکایت منقول ہے۔(ت)

ارشاد الساری باب المضمضۃ والاستنشاق فی الجنابۃ میں ہے:

قال فی الذخائر واذا تنشف فالاولی ان لایکون بذیلہ وطرف ثوبہ ونحوھما۔[2]

ذخائر میں ہے، اور جب خشک کرے تو اولیٰ یہ ہے کہ دامن، لباس کے کنارے، اور ان کے مثل سے نہ پونچھے۔(ت)

ردالمحتار میں قبیلِ تیمم ہے:

زاد بعضھم مما یورث النسیان اشیاء منھا مسح وجھہ او یدیہ بذیلہ، ولسیدی عبدالغنی فیھا رسالۃ۔[3]

بعض نے نسیان پیدا کرنے والی چیزوں میں مزید چند باتیں ذکر کی ہیں، ان ہی میں اپنے چہرے یا ہاتھوں کو دامن سے پونچھنا بھی ہے۔ اور سیدی عبدالغنی رحمہ اللہ تعالٰی کا ان اشیاء کے بارے میں ایک رسالہ بھی ہے۔(ت)

اقول یہ اہلِ تجربہ کی ارشادی باتیں ہیں کوئی شرعی ممانعت نہیں، جامع ترمذی وسنن ابن ماجہ کی حدیثیں گزریں کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے گوشۂ جامۂ مبارک سے چہرۂ اقدس کا پانی صاف فرمایا،

وذکر فی اشعۃ اللمعات فی حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ یحتمل ان یراد بالثوب الخرقۃ والمندیل۔[4] **اقول** ف مع کونہ خلاف

اشعۃ اللمعات میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث کے تحت ذکر ہے کہ ہوسکتا ہے جامہ سے کپڑے کا کوئی ٹکڑا اور رومال مراد ہو۔ **اقول** ایک تو یہ خلافِ ظاہر ہے دوسرے

ف: تطفّل علی الشیخ المحقق۔

---

[1] لمعات التنقیح کتاب الطہارۃ باب الغسل مکتبۃ المعارف العلمیۃ لاہور ۲/ ۱۰۹

[2] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب الطہارۃ باب المضمضۃ الخ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۹۸

[3] ردالمحتار کتاب الطہارۃ فصل فی البئر داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۵۰

[4] اشعۃ اللمعات باب سنن الوضوء الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲۲۷

الظاھر لایحتمله حدیث سلمان رضی الله تعالٰی عنه ۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں اس کا احتمال نہیں ۔ (ت)

ہاں ان کا ضعف اور علماء میں اس کی شہرت اسے متقضی کہ اس سے احتراز اولٰی ہے ،

بل فی البنایة شرح الهدایة للامام العینی عن شرح الجامع الصغیر للامام الاجل فخر الاسلام ان الخرقة التی یمسح بها الوضوء محدثة بدعة یجب ان تکره لانها لم تکن فی عهد رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ولا احد من الصحابة والتابعین قبل ذٰلك وانّما کان یتمسحون باطراف اردیتهم اھ[1] ۔ فهذا نص فی المقصود ــ ثم ما ذکر قدس سره من الکراهة فمحله اذا کان بثیاب فاخرة کما تعوده المتجبرون ، قال الامام العینی بعد نقله "وقال الفقیه ابو اللیث فی شرح الجامع الصغیر کان الفقیه ابوجعفر یقول انما یکره ذٰلك اذا کان شیئا نفیسا لان فی ذٰلك فخرا وتکبرا واما اذا لم تکن الخرقة نفیسة فلا باس به لانه لایکون فیه کبر وقول المصنف (ای صاحب الهدایة) هو الصحیح ای هذا

بلکہ امام عینی کی شرح ہدایہ بنایہ میں امام اجل فخر الاسلام کی شرح جامع صغیر سے نقل ہے کہ وضو کا پانی پُونچھنے کے لئے یہ جو کپڑے کا ٹکڑا وضع ہوا ہے تو ایجاد بدعت ہے جس کا مکروہ ہونا ضروری ہے اس لئے کہ اس سے پہلے یہ نہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا نہ صحابہ وتابعین میں سے کسی کے دَور میں تھا۔ وہ حضرات بس اپنی چادروں کے کناروں سے پُونچھ لیا کرتے تھے اھ۔ یہ اس مقصود میں نص ہے ــ پھر حضرت موصوف قدس سرہ نے جو کراہت ذکر فرمائی ہے اس کا موقع اس صورت میں ہے جب عمدہ قسم کے کپڑوں سے پونچھا جائے جیسے متکبرین نے عادت بنا رکھی ہے ۔ امام عینی نے ارشاد مذکور نقل فرمانے کے بعد لکھا ہے کہ فقیہ ابو اللیث نے شرح جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ فقیہ ابوجعفر فرماتے تھے ، یہ مکروہ اسی صورت میں ہے جب وہ نفیس قسم کا ہو کیوں کہ اسی میں فخر وتکبر ہوتا ہے ۔ اگر وہ کپڑا عمدہ قسم کا نہ ہو تو کوئی حرج نہیں کیوں کہ اس میں کوئی تکبر نہیں ہوتا ۔ اور مصنف (صاحب ہدایہ) کی عبارت "ھو الصحیح" کا معنی یہ ہے کہ

www.alahazratnetwork.org

---

[1] البنایة فی شرح الهدایة کتاب الکراهیة باب اللبس المکتبة الامدادیة مکة المکرمة ٤/٢٢١

القول (المذکور عن الفقیہین ابی اللیث وابی جعفر) ھو الصحیح وکذا قال فی جامع قاضی خان والمحبوبی وذلك لان المسلمین قد استعملوا فی عامۃ البلدان منادیل فی الوضوء کیف وقد روی الترمذی فی جامعہ[۱] الخ ذکرھھنا حدیث ام المؤمنین المقدم رضی اللہ تعالٰی عنہا۔

یہی قول (جو فقیہ ابواللیث اور فقیہ ابوجعفر کے حوالے سے مذکور ہے) صحیح ہے ——— اور ایسا ہی جامع قاضی خان اور محبوبی میں ہے ——— اس کی وجہ یہ ہے کہ اب اہلِ اسلام عامۂ بلاد میں وضو کا پانی پونچھنے کے لئے رومال کا استعمال کرتے ہیں۔ کیوں نہ ہو جب کہ ترمذی نے اپنی جامع میں روایت کی ہے الخ۔ یہاں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث ذکر کی ہے جو پہلے گزر چکی (کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک رومال رکھتے کہ وضو کے بعد اس سے اعضائے منوّر صاف فرماتے)۔

قلتُ اما ماوقع فی القنیۃ من عدم جواز المسح بثیابہ والعمامۃ ففی مسح الید بعد الاکل فانہ رمز اولاعس للامام علاء الدین السغدی وذکر انہ یجوز مسح الید علی الکاغذ[۱]، ثم ذکر رامزا ط للمحیط یکرہ استعمال الکاغذ فی ولیمۃ لیمسح بہا الاصابع[۲]، ولا یجوز مسح

قلتُ رہا وہ جو قنیہ میں آیا ہے کہ اپنے کپڑے اور عمامے سے پونچھنا ناجائز ہے، تو یہ کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنے سے متعلق ہے، اس لئے کہ اس میں پہلے امام علاء الدین سغدی کے لئے عس کا رمز دے کر ذکر کیا ہے کہ کاغذ سے ہاتھ پونچھنا جائز ہے۔ پھر محیط کے لئے ط کا رمز دے کر ذکر کیا ہے کہ ولیمہ کے اندر انگلیاں پونچھنے کے لئے کاغذ کا استعمال مکروہ ہے اور

ف۱: مسئلہ کھانے کے بعد کاغذ سے ہاتھ پونچھنا نہ چاہئے۔

ف۲: کھانے کے بعد اپنے عمامہ وغیرہ لباس سے ہاتھ پونچھنا منع ہے مصنّف کے نزدیک یہ ممانعت اس وقت ہے کہ ابھی ہاتھ نہ دھوئے ہوں یا دھونے کے بعد بھی چکنائی یا بُو باقی ہو جس سے کپڑا خراب ہو۔

---

[۱] البنایۃ فی شرح الہدایۃ کتاب الکراہیۃ باب اللبس المکتبۃ الامدادیۃ مکۃ المکرمۃ ۴/ ۲۲۱

www.alahazratnetwork.org

اليد على ثيابه ولابدستاره، ثم نقل عن استاذه البديع انه قال فعلى هذا لايجوز على المنديل الذى يوضع عند الخوان لمسح الايدى به، ثم رده بقوله قلت لكن تعليل عس فى بيانه يقتضى جوازه بالمنديل فانه قال لان الثوب مانسج لهذا والمنديل ينسج لهذا[1] اھ فهذا كله فى المسح بعد الاكل **اقول** و وانما لم يجز بثياب اللبس والعمامة لانه يفسدها وافساد المال لايجوز ويتحصل من هذا ان محله ما اذا مسح قبل الغسل وكذا بعده ان كان فيه دسم اورائحة تكره من الثوب وان احبت فى الطعام والافلامانع فيما يظهر فليراجع وليحرر والله سبحٰنه وتعالٰى اعلم ولنسم هذا التحرير المنير تنوير القنديل فى اوصاف المنديل (۱۳۲۲ھ) والحمد لله رب العلمين۔ [رسالہ تنویر القندیل فی اوصاف المندیل ختم ہوا]

اپنے کپڑے یا دستار سے ہاتھ پونچھنا ناجائز ہے پھر اپنے استاذ بدیع سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا، تو اسی بنیاد پر اُس رومال سے بھی جائز نہ ہوگا جو دسترخوان کے پاس ہاتھ پونچھنے ہی کیلئے رکھا جاتا ہے — پھر اسے یوں رد کر دیا ہے کہ میں کہتا ہوں: لیکن علاءُ الدین سغدی نے اس کے بیان میں جو علت پیش کی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ رومال سے پونچھنا جائز ہو کیونکہ انھوں نے کہا ہے اس لئے کہ کپڑا اس کام کے لئے تیار نہ کیا گیا اور رومال اُسی کے لئے بُنا جاتا ہے اھ — تو یہ سارا کلام کھانے کے بعد پونچھنے سے متعلق ہے **اقول** پہننے کے کپڑوں اور عمامہ سے ناجائز اسی لئے ہے کہ پونچھنے سے وہ خراب ہو جائیں گے اور مال کو خراب کرنا جائز نہیں — اور اس سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ عدم جواز اس صورت میں ہے جب کھانے میں چکنائی یا ایسی بُو ہو جو کپڑے میں ناپسند ہوتی ہے اگرچہ کھانے میں پسندیدہ ہو ورنہ بظاہر اس سے کوئی مانع نہیں تو اس بارے میں مراجعت اور تنقیح کر لی جائے — اور خدائے پاک برتر ہی خوب جانتا ہے — اور چاہیے کہ ہم اس روشن تحریر کا نام یہ رکھیں: تنویر القندیل فی اوصاف المندیل (۱۳۲۲ھ) (رومال کے اوصاف میں قندیل کی تنویر۔ ت) اور تمام ستائش خدا کیلئے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

www.alahazratnetwork.org

[1] القنیۃ المنیۃ لتتمیم الغنیۃ کتاب الکراہیۃ والاحسان مطبوعہ کلکتہ ہند ص ۱۵۸ و ۱۵۹